قرآن کریم ایسی کتاب ہے جو قیامت تک بنی نوع انسان کی ہدایت اور راہنمائی کے لئے نازل کی گئی

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جولائی ۱۹۷۷ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات اور ان کا ترجمہ پڑھ کر سنایا:-

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ○ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ○ (ال عمران: ۸، ۹)

ترجمہ:- وہی ہے جس نے تجھ پر ایک کامل کتاب نازل کی ہے جس کی بعض آیتیں تو محکم آیتیں ہیں جو اس کتاب کی جڑ ہیں اور کچھ اور ہیں جو متشابہ ہیں۔ پس جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ تو فتنہ کی غرض سے اور اس کتاب کو اس کی حقیقت سے پھیر دینے کے لئے ان آیات کے پیچھے پڑ جاتے ہیں جو اس کتاب میں سے متشابہ ہیں حالانکہ اس کی تاویل اور تفسیر کو سوائے اللہ کے اور علم میں کامل دستگاہ رکھنے والوں کے کہ جو کہتے ہیں کہ ہم اس کلام پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کہتے ہیں کہ یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہی ہے کوئی نہیں جانتا اور عقلمندوں کے سوا

کوئی بھی نصیحت حاصل نہیں کرتا۔اے ہمارے رب تُو ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو کج نہ کر اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت کے سامان عطا کر یقیناً تو ہی بہت عطا کرنے والا ہے۔

پھر حضور نے فرمایا:-

جیسا کہ ہم احمدی جانتے ہیں قرآن کریم کے بے شمار بطون ہیں اور اس وجہ سے قرآنِ عظیم کی بڑی شان ہے۔ میں نے ان آیات میں سے ۹ باتیں منتخب کی ہیں جن کے متعلق میں مختصراً کچھ بیان کروں گا۔ دوست جانتے ہیں کہ گرمی مجھے بہت تکلیف دیتی ہے۔ جب میں گھر سے چلا ہوں تو مجھے شدید سر درد شروع ہو چکی تھی لیکن چونکہ کچھ ناغے پہلے ہی ہو گئے ہیں اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ میں آ جاؤں اور اختصار کے ساتھ ان باتوں کو بیان کروں۔

جو دو آیات میں نے پڑھی ہیں ان میں سے پہلی کے ساتھ آٹھ باتوں کا تعلق ہے اور پھر آگے دعا ہے۔ پہلی بات جو اس آیت سے ہمیں پتہ لگتی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان کیا کہ ایک کامل کتاب نازل کی جارہی ہے اور اس کی دلیل یہ دی کہ یہ ایک ایسی کتاب ہے جس میں اٰیٰتٌ مُّحْکَمٰتٌ بھی ہیں اور اٰیٰتٌ مُتَشٰبِھٰتٌ بھی ہیں۔ اس میں قرآن کریم کے کمال کی دلیل دی گئی ہے۔ ایک تو اس میں ایسی آیات ہیں کہ جو ابدی صداقتوں پر مشتمل ہیں۔ ایسی آیات ہیں کہ ظاہری طور پر ان کے دو معنی نہیں ہو سکتے بلکہ ان کے ایک ہی معنی ہو سکتے ہیں اور وہ کھلی کھلی صداقتیں ہیں مثلاً خدا تعالیٰ کے متعلق جو قرآن کریم نے کہا کہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ (الاخلاص: ۲) یہ ایک ابدی صداقت ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق بنیادی چیز ہے کہ خدا ایک ایسی ہستی ہے جس کا کوئی ثانی نہیں۔ اب اس کی تاویل نہیں ہو سکتی۔ خدا ایک ہے۔ یہ حقیقت ہے۔ پس اس میں ابدی صداقتیں بھی بیان ہوئی ہیں اور دوسرے اس میں وہ باتیں بھی بیان ہوئی ہیں جن کے ان ابدی صداقتوں کی روشنی میں مختلف معانی ہو سکتے ہیں۔ بہت سے صحیح معانی ہیں جن کے اوپر ابدی صداقتوں کی روشنی پڑتی ہے اور وہ ان کو منور کر رہی ہوتی ہے۔ ایک معنی بھی درست اور دوسرا بھی درست اور تیسرا بھی درست اور ہزارواں بھی درست اور شاید لاکھواں بھی درست کیونکہ خدا تعالیٰ کے جلوے بے شمار ہیں اور یہ اسی کا کلام ہے اس کے اندر بھی اس کے بے شمار جلوے چھپے ہوئے ہیں اور بے شمار اسرارِ روحانی اس کے

اندر پائے جاتے ہیں جو اپنے اپنے وقت پر ظاہر ہوتے ہیں۔ اسی طرح پیشگوئیاں ہیں اگر قرآن کریم ایک کامل کتاب نہ ہوتی اور اس کا تعلق قیامت تک پیدا ہونے والے انسان سے نہ ہوتا تو اس میں ایسی پیشگوئیاں بھی نہ ہوتیں جن کا تعلق قیامت تک کے انسان سے ہے اور جن کا تعلق بعد میں آنے والے زمانوں سے ہے اور جیسا کہ قرآن کریم نے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات نے، خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت نے ہمیں بتایا ہے ساری ہی پیشگوئیاں اپنے اندر اخفاء کا کچھ پہلو رکھتی ہیں۔ متشابہات کے بھی یہی معنی ہیں اور اس زمانہ کے حالات، چودھویں صدی کے حالات جو پہلی صدیوں سے مختلف ہیں اس زمانہ کے لئے قرآن کریم کی تفسیر ایسی ہے جس کا تعلق اس زمانہ سے ہے لیکن یہ تفسیر ابدی صداقتوں کی روشنی میں ہوگی اور آیات محکمات سے باہر نہیں جاسکتی بلکہ وہ Determine کرتی ہیں۔ وہ معین کرتی ہیں کہ کونسی تاویل یا تفسیر کسی آیت کی درست ہے اور کونسی نہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ ایک کامل کتاب ہے جو نوعِ انسانی کو دی گئی ہے اور ہمیشہ کے لئے ان کی راہنمائی کرے گی۔ کبھی ایسا نہیں ہوگا کہ انھیں قرآن کے علاوہ کسی اور ہدایت اور رہنمائی کی ضرورت پیش آئے۔ قرآن کریم نے آئندہ کی خبریں دی ہیں اور ہر صدی کے متعلق قرآنِ کریم میں پیشگوئیاں پائی جاتی ہیں جو اپنے وقتوں پر ظاہر ہوتی ہیں۔ مثلاً چاند اور سورج گرہن ہونے کی پیش گوئی تیرہ سو سال کے بعد جا کر پوری ہوئی۔ اب اگر انسان پر قرآن کریم کی حکومت تیرہ سو سال پر پھیلی ہوئی نہیں تھی تو قرآن کریم میں تیرہ سو سال کے بعد پوری ہونے والی کسی پیشگوئی کی ضرورت نہیں تھی اور اگر قرآن کریم کی حکومت قیامت تک پھیلی ہوئی نہیں ہے تو قیامت تک کی پیشگوئیاں اس میں نہیں ہوں گی لیکن قیامت تک پھیلی ہوئی پیشگوئیاں اس میں موجود ہیں۔ قرآن کریم کے نزول پر، اس کامل کتاب کے نزول پر اب قریباً چودہ سو سال گزر چکے ہیں۔ اس کا ماضی بھی عملاً یہ بتاتا ہے کہ مستقبل میں بھی خدا تعالیٰ اس کے ذریعہ سے انسان کے ساتھ یہی سلوک کرے گا کہ نئی سے نئی باتیں قرآن کریم کی پیشگوئیوں کے مطابق ظہور میں آئیں گی اور پیشگوئیاں پوری ہوں گی، جب نئے مسائل پیدا ہوں گے قرآنِ کریم کی نئی تفسیر خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو سکھائے گا، اپنے مقربین اور اپنے محبوب بندوں کو اور پھر وہ ان مسائل کو حل کریں گے۔ پس قرآن کریم میں اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ کے

علاوہ اٰیٰتٌ مُتَشٰبِهٰتٌ کا پایا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن کریم ایک کامل اور مکمل کتاب ہے۔

خدا کہتا ہے کہ یہ ایسی مکمل اور کامل کتاب ہے جس میں مُتَشٰبِهٰتٌ بھی پائی جاتی ہیں اس معنی میں کہ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا۔ اس معنی میں جو متشابہات تھیں، جو قرآن کریم کی عظمت بیان کرنے والی اور جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعتوں کی طرف اشارہ کرنے والی تھیں منافق انہی متشابہات کی غلط تاویل سے فائدہ اٹھاتا ہے اور جو دنیا کی روشنی کے ذرائع تھے منافق ان کے ذریعے خود اپنے آپ کو بھی اندھیروں میں لے جاتا ہے اور دوسروں کو بھی اندھیروں کی طرف کھینچنے کی کوشش کرتا ہے اور جو مومن ہے وہ ایسا نہیں کرتا لیکن قرآن کریم نے مُتَشٰبِهٰتٌ سے پہلے مُّحْكَمٰتٌ کہا ہے کیونکہ پہلے تو اس کی عظمت ہے یعنی ایک کامل کتاب ہونا اور اس کا مدلل ہونا اور ابدی صداقتوں پر اس کا مشتمل ہونا۔ پس دوسری بات یہ ہے کہ قرآن عظیم میں اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ پائی جاتی ہیں جن میں کوئی استعارہ نہیں اور جو کسی تاویل کی محتاج نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ مُّحْكَمٰتٌ کے معنی ہیں کہ جن میں کوئی استعارہ نہیں پایا جاتا اور جو کسی تاویل کی محتاج نہیں ہیں۔ میں نے کہا تھا کہ اس کے اندر ابدی صداقتیں ہیں اور بینات ہیں۔ بیّنات، مُّحْكَمٰتٌ ہیں۔ ایک ظاہر چیز ہے جس میں کوئی چھپی ہوئی بات نہیں۔ قرآن کریم نے کہا ہے کہ میں ایک ایسی کتاب ہوں جو بالکل ''مُبِیْنٌ'' ہوں، ظاہر ہوں اور کوئی چیز مجھ میں چھپی ہوئی نہیں ہے، وہ ان آیات محکمات کے متعلق ہی کہا گیا ہے۔ یا وہ تفاسیرِ قرآنی جو ان متشابہات سے تعلق رکھتی ہیں جن کا تعلق ماضی سے تھا جس وقت وہ واقع ہو گیا تو وہ ''مُبِیْنٌ'' کے اندر شامل ہو گئیں۔

تیسری بات ہمیں یہ پتہ لگتی ہے کہ قرآن عظیم میں اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ بھی ہیں جو تاویل کی محتاج ہیں۔ ان مُتَشٰبِهٰتٌ کی بہت سی باتیں بعض استعارات کے پردہ میں محجوب ہیں اور اپنے اپنے وقت پر آ کر کھلتی ہیں اور جیسا کہ میں نے شروع میں بتایا تھا یہ قرآن کریم کی عظمت ہے، بہت بڑی عظمت! کہ وہ ایک ایسا کلام ہے جس نے قیامت تک کے لئے انسان کی

بہتری کے سامان کر دیئے۔ ہر صدی کا، ہر زمانے کا، ہر علاقے کا، ہر ملک کا انسان قرآن کریم کا محتاج اور اس کی احتیاج سے وہ کبھی بھی آزاد نہیں ہوسکتا۔

جیسا کہ میں ابھی بتا چکا ہوں مُتَشٰبِهٰتٌ میں پیشگوئیاں بھی ہیں اور مُتَشٰبِهٰتٌ میں قرآن کریم کی وہ تفسیر بھی ہے جو زمانہ زمانہ سے تعلق رکھتی ہے لیکن وہ ابدی صداقتوں کی روشنی میں ہے اس سے باہر نہیں اور ابدی صداقتوں کی ضِد نہیں ہے بلکہ ان کی تائید کرنے والی ہے۔ یہ ایک لمبا مضمون ہے میں مختصر کروں گا۔ یہ تین باتیں ہوگئیں۔

چوتھی بات ہمیں یہ پتہ لگتی ہے کہ قرآن کریم ایک عظیم کتاب ہے لیکن پھر بھی جن کے دلوں میں کجی اور نفاق ہے وہ ان آیات کے پیچھے پڑ جاتے ہیں جو متشابہ ہیں۔ یہ ان آیات سے پتہ لگتا ہے ایک تو وہ ان آیات کے پیچھے پڑ جاتے ہیں جو متشابہ ہیں اور محکمات کی طرف نظر ہی نہیں اٹھا کر دیکھتے یعنی جو چیز واضح ہے، قطعی ہے، جس میں شبہ کی کوئی گنجائش نہیں اس کو تو چھوڑ دیتے ہیں اور جس میں تاویل ہوسکتی ہے، جس کے ایک سے زائد معنی ہوسکتے ہیں، جس کے سیکھنے کے لئے بہت کچھ کرنا پڑتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کا فضل نازل ہو تب خدا تعالیٰ خود وہ معانی سکھاتا ہے وہ ان متشابہات کے پیچھے پڑ جاتے ہیں اور پھر یہ کہ ان کے پیچھے پڑ کر ایک ایسی تاویل کرتے ہیں جو غلط ہوتی ہے۔ وہ حقیقت سے دور لے جانے والی ہے۔ آیات محکمات سے پرے لے جانے والی، اس کی ضِد اور اس سے متضاد ایک تفسیر اور تاویل کر دیتے ہیں اور ان کا جو ارادہ ہوتا ہے، ان کی جو نیت ہوتی ہے وہ بھی شیطانی ہوتی ہے۔ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ، وہ فتنہ پیدا کرنا چاہتے ہیں، آیاتِ قرآنیہ کے معانی کو ان کی حقیقت سے دور لے جاتے ہیں اور آیاتِ محکمات کی ضد میں ان سے متضاد ایک معنی کر رہے ہوتے ہیں اور نیت ان کی ہوتی ہے فتنہ پیدا کرنا اور دعویٰ ان کا یہ ہوتا ہے کہ ہم تو صالحین کا گروہ ہیں ہم تو مصلح ہیں، ہم تو اصلاح چاہتے ہیں۔

پانچویں بات اس آیت سے یہ پتہ لگی کہ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ کی تفسیر اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا مَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ۔ خدا نے اعلان کر دیا کہ متشابہات کی تفسیر خدا کے سوا اور کوئی جانتا ہی نہیں۔ کوئی انسان یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ میں اپنی عقل یا فراست سے قرآن کریم کی اٰيٰتٌ مُتَشٰبِهٰتٌ یعنی متشابہ آیات کی تفسیر کرسکتا ہوں۔ کوئی یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کیونکہ قرآن کہتا

ہے کہ مَا يَعْلَمُ تَأْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ سوائے خدا تعالیٰ کے ان کی تاویل کوئی نہیں جانتا۔
لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ انسانوں میں سے وہ گروہ جو میرے ساتھ تعلق رکھنے والا ہے وہ گروہ جو علم میں کامل دستگاہ رکھنے والا ہے۔ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ بطونِ قرآنی کو جانتے ہیں۔ یہ اعلان کیا خدا تعالیٰ نے کہ اللہ کے سوا کوئی جانتا نہیں اور جو علم میں کامل دستگاہ رکھنے والے ہیں وہ بطونِ قرآنی کو جانتے ہیں۔ اور ساتویں بات ہمیں یہ پتہ لگی کہ وہ اس لئے جانتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے یہ اسرارِ روحانی سیکھتے ہیں۔ وہ اس کلام پر کامل ایمان رکھتے ہیں اور اس حقیقت کو سمجھتے ہیں کہ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا اور ان کا یہ اعلان ہوتا ہے کہ ہم اپنی طرف سے تفسیر نہیں کر رہے بلکہ ان اٰيٰتٌ مُتَشٰبِهٰتٌ کی تفسیر خدا تعالیٰ ہمیں سکھاتا ہے اور تب ہم بتاتے ہیں۔ کوئی انسان اپنی طاقت سے اپنے زور سے اپنی فراست اور اپنی عقل سے اٰيٰتٌ مُتَشٰبِهٰتٌ کی صحیح تفسیر بیان ہی نہیں کر سکتا۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اس کے اوپر نازل ہو اور خدا تعالیٰ کی رحمت کے نتیجہ میں وہ یہ تفسیر سیکھے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے نتیجہ میں وہ رَاسِخٌ فِي الْعِلْمِ بن جائے۔

خدا تعالیٰ سے علم حاصل کرنے کے لئے قرآن پر کامل ایمان ضروری ہے۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ قرآن کامل نہیں وہ شخص اللہ تعالیٰ سے تفسیر سیکھ ہی نہیں سکتا۔ اٰمَنَّا بِهٖ ہم اس کلام پر ایمان لائے۔ ہم ایمان لائے کہ یہ کامل کتاب ہے اور اس بات پر بھی ایمان لائے کہ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا یعنی جو اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور جو اٰيٰتٌ مُتَشٰبِهٰتٌ ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور وہ ذات وہ ہستی جس کی ذات اور صفات میں کوئی تضاد نہیں پایا جاتا اس کے کلام میں بھی کوئی تضاد نہیں پایا جاتا۔ اس بات پر وہ ایمان لاتے ہیں اور خدا تعالیٰ ان کو ایسے معانی سکھاتا ہے جو قرآن کریم کے دوسرے حصوں سے متضاد نہیں۔ وہ تفسیر نہ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ سے متضاد ہے اور نہ اٰيٰتٌ مُتَشٰبِهٰتٌ کے ان دیگر معانی سے متضاد ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کو یا کسی اور کو اس زمانہ میں یا کسی اور زمانہ میں سکھائے کیونکہ اس کی ذات میں اور اس کے علم میں تضاد نہیں ہے اور اس کی سکھائی ہوئی تعلیم میں بھی تضاد پیدا نہیں ہو سکتا۔

جس کو یہ چیز مل گئی، خدا تعالیٰ کی رحمت جس کی معلم بن گئی اس کو کامیابی کی ہر کلید مل گئی۔ آج صبح میں نے ایک عجیب نظارہ دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک چھپی ہوئی کتاب میرے سامنے پڑی ہے اس کا جو سرورق ہے یعنی پہلا صفحہ جس پر نام لکھا ہوتا ہے اس کا اوپر کا حصہ تو میری نظر نے نہیں پکڑا لیکن اس کے نیچے فارسی کا ایک بڑا عجیب شعر ہے وہ شعر مجھے بھول گیا لیکن اس کے بعض الفاظ مجھے یاد ہیں اور مفہوم پوری طرح یاد ہے۔ وہ شعر نور یست سے شروع ہوتا ہے اور پہلا مصرع ختم بھی نور یست پر ہوتا ہے۔ پہلے مصرع کے معنی یہ ہیں کہ نور تو وہ نور ہے جو ایسے شخص کو ملے جو اپنے نفس پر، اپنی ذات پر ایک موت وارد کرتا ہے اور فنافی اللہ ہو جاتا ہے وہ نور، نہ کہ سعیٔ بسیار، کلید کامرانی ہے یہ دوسرے مصرعے میں ہے۔ دوسرے مصرعے کے شروع میں ''سعیٔ بسیار'' اور آخر میں ''کلیدِ کامرانی'' ہے۔ انسانی تدابیر اور انتہائی کوشش کامیابی کی چابی نہیں، کامیابی کی چابی یہ ہے کہ اپنے اوپر ایک موت وارد کر لینے کے بعد، فنا فی اللہ ہو جانے کے بعد انسان کو ایک نور عطا ہو جائے۔ پھر وہ جس میدان میں بھی قدم اٹھاتا ہے کامیابی اس کے قدم چومتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے۔

اس آیت کے معاً بعد جو دوسری آیت ہے یعنی رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا اس میں ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ دیکھو اتنی عظیم کتاب اتنی شاندار کتاب اتنی وسعتوں والی کتاب کہ جس کی حکومت بعثتِ نبویؐ سے اور نزولِ قرآن سے لے کر قیامت تک پھیلی ہوئی ہے کج دل لوگ اس کو بھی اپنی اور دوسروں کی (جس پر ان کا اثر ہوتا ہے) ہلاکت کا باعث بنا دیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی رحمت سے جو علم حاصل کیا جائے اس کے سوا باقی ہر چیز متشابہ نہیں بلکہ مشتبہ ہے اور بلندیوں کی طرف لے جانے والی نہیں بلکہ گہرائیوں میں گرانے والی ہے۔ اور یہاں جو ذکر ہے کہ جن کے دلوں میں کجی ہے، وہ وہ لوگ نہیں ہیں جو اسلام پر ایمان ہی نہیں لائے بلکہ ایمان لانے کے بعد کجی پیدا ہوئی اور یا پھر ان کی سابق کجی دور نہیں ہوئی، دونوں شکلیں ہوتی ہیں۔ اتنی عظیم کتاب ہے اور وہ ان کے دلوں کی کجی دور نہیں کر سکی ان کی شامتِ اعمال کی وجہ سے، ان کی بدقسمتی کی وجہ سے، ان کی ذہنی بیماری کی وجہ سے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اپنے زور سے صراطِ مستقیم پر بھی نہیں چل سکتے اور کجی سے بھی محفوظ نہیں رہ سکتے بلکہ اس کے لئے بھی دعا کی ضرورت ہے۔ اس

واسطے نفاق سے اور دل کی کجی سے محفوظ رہنے کے لئے یہ دعا کیا کرو کہ:-

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے ہم سب کو، ساری جماعت کو جو قرآن کریم پر ایمان لاتے ہیں اس ایمان کے بعد کج دل نہ بنادے اور قرب کی راہیں دکھانے کے بعد اپنے سے پرے نہ دھتکار دے اور جس رحمت اور پیار کے لئے اس نے اسلام کے اندر اس جماعت کو پیدا کیا ہے وہ پیار ہم سب کو حاصل ہو۔ آمین ۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۷؍اگست ۱۹۷۷ء صفحہ ۲ تا ۴)